OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

صاحب تفسیر نجوم الفرقان عبدالرزاق بھترالوی کی خدمات کا جائزہ

An Analytical Study of the Scholarly Contributions of Abdul Razzaq Bhattarlvi, the Author of Tafsir Najoom al-Furqan

Aziz ul Hassan
Ph.D. Scholar, Al Hamd Islamic University, Islamabad.

Dr. Sami ul Haq
Professor, Department of Islamic Studies, Al Hamd Islamic University, Islamabad.

Dr. Altaf Ahmed
Assistant Professor, Department of Islamic Thought & Culture, NUML, Islamabad

Received on: 06-01-2025 Accepted on: 10-02-2025

Abstract

This paper explores the scholarly services and intellectual contributions of Maulana Abdul Razzaq Bhattarlvi, the renowned author of *Tafsir Najoom al-Furqan*. As a prominent scholar of the subcontinent, Bhattarlvi played a significant role in the field of Qur'anic exegesis. His tafsir reflects a deep understanding of classical Islamic sciences, while also addressing contemporary issues with clarity and relevance. The study examines the unique features of *Najoom al-Furqan*, its methodology, linguistic style, and theological insights. Moreover, it highlights Bhattarlvi's broader religious and educational services, situating his work within the historical and intellectual context of 20th-century Islamic scholarship in South Asia. The paper aims to bring attention to a relatively less-known yet valuable tafsir and its author, whose contributions deserve wider academic recognition.

Keywords: Abdul Razzaq Bhattarlvi, Scholarly Contributions, Najoom al-Furqan, Tafsir

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم ملك يوم الدين والحمد لله الذي خلق السموات والأرض وجعل الظلمات والنور.والحمد لله الذي هدانا لهذا، وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله.وصلى الله وسلم وبارك على سيدنا ومولانا محمد، رسول الله وخيرته من خلقه، خاتم النبيين، وأشرف المرسلين.وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

اس آرٹیکل میں مولانا عبدالرزاق بھترالوی کے تعارف کے ساتھ ان کی مختلف خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

خاندانی عظمت اور ولادت باسعادت

علامہ قاضی حافظ عبدالرزاق بھترالوی بن مولانا قاضی عبدالعزیز حطاروی بھتر ال ضلع راولپنڈی کے ایک علمی گھرانے کے چشم وچراغ ہیں ۔آپ انیس سو سینتالیس (1947ء) میں ایک علمی اور قاضی خاندان میں پیدا ہوئے،آپ کا خاندان صدیوں سے علما، فضلا اور مشائخ کا گہوارہ

رہا ہے۔ یہ خانوادہ قاضی خاندان کے نام سے معروف ہے۔[1]

آپ کے والد ماجد حضرت قاضی عبدالعزیز علیہ الرحمہ، دادا جان حضرت قاضی فیض احمد علیہ الرحمہ تھے۔ آپ کے آباؤاجداد حطار ضلع چکوال میں رہائش پذیر تھے جن کا شمار اپنے زمانہ کے معروف علماء کرام اور مدرسین میں ہوتا تھا۔ بالخصوص حضرت علامہ قاضی برہان الدین رحمہ اللہ وہ جلیل القدر ہستی ہیں کہ جنھیں پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ (م: ۱۳۵۶ھ) کے استاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

اسی طرح استاد الصرف والنحو حضرت علامہ قاضی غلام رسول بھترالوی کا تعلق بھی اسی علم دوست گھرانے سے تھا۔ آپ نے علم الصرف پر کتاب "صرفِ بھترال" تحریر کی جو آج بھی دینی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے جس سے ایک عالم فیض یاب ہو رہا ہے۔

تعلیم و تربیت:

علامہ عبدالرزاق بھترالوی چشتی نے اسی علمی گھرانے میں آنکھ کھولی جس کا اوڑھنا بچھونا درس و تدریس تھا اور علمی لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ ہر طرف روحانیت کی فضا تھی، حفظِ قرآنِ عظیم کے بعد درسِ نظامی کا آغاز فرمایا، ابتدائی کتابیں دارالعلوم جہلم میں پڑھیں، گولڑہ شریف میں حضرت علامہ محب النبی اور حضرت علامہ گل اکرام کے زیرِ درس رہے، اسرار العلوم راولپنڈی میں تعلیم حاصل فرمائی، وہاں حضرت مولانا عبدالقدوس اور حضرت مولانا قاضی اسرار الحق کے روبرو زانوے تلمذ طے فرمایا، جامعہ نعیمیہ لاہور میں حضرت مفتی محمد حسین نعیمی،[2] حضرت مولانا محمد امین، حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی[3]، حضرت مولانا عزیز احمد قادری اور شرفِ ملت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری[4] سے علوم و فنون حاصل فرمائے اور سندِ فراغت حاصل فرمائی۔

جامعہ قادریہ فیصل آباد میں تدریس کے دوران حضرت مفتی محمد افضل حسین مونگیری[5] سے علم توقیت پڑھنے کا شرف حاصل فرمایا۔

تدریسی خدمات:

حضرت علامہ قاضی عبدالرزاق بھترالوی ایک بہترین فاضل اور مدرس اعلی تھے۔ علامہ عبدالرزاق بھترالوی ایک کہنہ مشق مدرس ہیں۔ آپ نے تقریباً 50 سال تک تشنگان علم کو سیراب کیا ہے۔

ایک سال قاضی اسرار الحق کے مدرسے اسرار العلوم میں مدرس رہے، پھر چھ سال تک استاذ العلماء سید ابوالبرکات اور شارح بخاری علامہ محمود احمد رضوی کے زیرِ سایہ جامعہ حزب الاحناف لاہور میں تدریس فرماتے رہے، پھر دو سال تک بحر العلوم مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری کے پاس جامعہ قادریہ میں تدریس فرمائی، بعد ازاں تقریباً 25 سال سے زائد عرصہ تک سید حسین الدین شاہ صاحب کے جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے اور آخر میں کئی سال تک جامعہ جماعتیہ مہر العلوم کے مہتمم کی حیثیت سے علم دین کی روشنی عام کرتے رہے۔

درس و تدریس کے ساتھ ساتھ جامع مسجد غوثیہ ایف سکس ون، اسلام آباد میں بطور خطیب دعوت و تبلیغ کی ذمہ داریاں نبھاتے رہے ہیں۔

تصنیفی خدمات:

درس وتدریس اور وعظ وخطابت کے ساتھ ساتھ تحریر کا میدان بھی آپ کے پیشِ نظر رہا۔ آپ کی نوکِ قلم سے بہت سی کتب وجود پا کر اہل علم سے داد وصول کر چکی ہیں۔ درسی کتب کے حواشی اور شروحات آپ کا خاص میدان رہا ہے۔ آپ کی تحریر کردہ شروحات اور حواشی کو مدارس کے طلباء اور اساتذہ میں قبول عام حاصل ہوا ہے۔

آپ کی تصانیف میں عام قاری اور مدارس میں زیر تعلیم طلباء کے لیے ہی نہیں بلکہ ایک استاد کی سہولت کے لیے بھی وافر علمی مواد موجود ہے جس کی وجہ سے آپ کی عربی تصانیف کو اہل علم کے ہاں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ وطنِ عزیز کے علاوہ بیرون ممالک میں بھی آپ کے تحریر کردہ حواشی اور شروحات کو ایک خاص شہرت حاصل ہے۔

آپ نے مختلف موضوعات پر 50 سے زائد کتب تصنیف فرمائی ہیں اور ہدایہ کی چار جلدوں سمیت متعدد درسی کتب پر عربی زبان میں گرانقدر حواشی تحریر فرمائے ہیں اگر صرف ان حواشی کا جائزہ لیا جائے تو 5000 سے زائد صفحات پر مشتمل ہوں گے۔

آپ کی تصانیف خصوصاً درسی کتب پر گرانقدر حواشی منقولات و معقولات میں آپ کی غیر معمولی دسترس کا واضح ثبوت ہیں۔ استاذ العلماء علامہ سید حسین الدین شاہ آپ کے بارے لکھتے ہیں کہ:

حضرت مولانا فطری اور طبعی طور پر تدریسی شعبے سے متعلق ہیں، علمی خانوادے کا چشم وچراغ ہونے کے ناطے معقولات ومنقولات میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں زندگی کا بیشتر حصہ اسی نہج پر راہ نوردی کرتے گزارا ہے آپ کے تلامذہ میں سے کئی محقق علما اپنے علم و تحقیق کا لوہا منوا چکے ہیں۔[6]

مستقل تصنیفات

آپ رحمہ اللہ نے جو کتب تصنیف کیں وہ درج ذیل ہیں:

1 تفسیر نجوم الفرقان (22 جلدیں) جن میں سے صرف انیس (19) شائع ہوئی ہیں۔ باقی پر کام جاری ہے

2۔ تذکرۃ الانبیاء 3۔ شمع ہدایت 4۔ نماز حبیب کبریا 5۔ امام اعظم اور فقہ حنفی 6۔ تسکین الجنان فی محاسن کنزالایمان

7۔ جواہر تحقیق افضلیت سیدنا ابو بکر صدیق 8۔ نجوم التحقیق 9۔ تکریم والدین مصطفٰی 10۔ اسلام میں عورت کا مقام

11۔ موت کا منظر مع احوال حشر ونشر 12۔ ابن ماجہ شریف کی شرح بھی لکھی وغیرہ وغیرہ۔۔

حواشی

جن درسی کتب پر اردو یا عربی حواشی تحریر فرمائے ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

ہدایہ (4 جلدیں) ہدایہ مع جواہر السنایہ

کنزالدقائق الموسومہ بکشاف الحقائق

قدوری الحاشیہ المظہر النوری

نورالایضاح(ذریعۃ النجاح حاشیہ نورالایضاح)

تلخیص المفتاح(عربی حاشیہ)

خلاصہ سراجی(اردو حاشیہ)

مراح الارواح(اردو حاشیہ)

میزان الصرف(اردو حاشیہ)[7]

فتاویٰ جات

قاضی صاحب 25 سال سے زائد عرصہ تک جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سے وابستہ رہے اس دوران میں دارالافتاء کی ذمہ داری بھی سنبھالتے رہے ہیں۔[8]

دیگر چند خصوصیات:

استاذ العلما حضرت علامہ عبدالرزاق چشتی بھترالوی جلیل القدر مفسر و محدث، مستند فقیہ اور بافیض استاذ الاساتذہ تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم میں حیرت انگیز برکت رکھی تھی، زہد و پارسائی میں بھی یکتائے روزگار تھے آپ کو حضرت پیر سید غلام محی الدین گولڑوی عرف بابو جی قدس سرہ سے شرفِ بیعت حاصل تھا۔[9]

آپ کے قلم میں حیرت انگیز روانی تھی، جو بھی تحریر فرماتے نپے تلے انداز اور سنجیدہ لب ولہجہ میں ہوتا، معتبر حوالوں کا بھرپور اہتمام فرماتے، اکابر اصاغر اور علماو مشائخ آپ کی کتابوں کو توجہ کے ساتھ پڑھتے۔آپ نے مختصر وقت میں پچاس سے زائد کتابوں کا انبار لگادیا۔

دراصل آپ کی اہم کتاب ''موت کا منظر مع احوال حشر و نشر'' جنوری 1996ء میں المجمع المصباحی مبارک پور سے ہم نے شائع کی، چار سو صفحات کی یہ اہم کتاب حد درجہ مقبول ہوئی۔

حضرت علامہ مصنف علیہ الرحمہ کتاب کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی کہ یہ کتاب(موت کا منظر مع احوال حشر و نشر) تین ماہ بیس دن میں مکمل کرلی۔

حضرت نے تکمیل کی تاریخ اس طرح رقم کی ہے:

الاختتام بفضلہٖ تعالیٰ 4ہ دسمبر 1994ء/29ہ جمادی الآخرہ اتوار صبح صادق۔[10]

کتاب کے آغاز میں پیرِ طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ(علیہ الرحمہ) نے تعارف مصنف سے نوازا ہے۔[11]

مصنف کی معروف کتاب ''تسکین الجنان فی محاسن کنزالایمان'' پر شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی کی تقریظ سے ایک گراں قدر اقتباس ہے ''پیشِ لفظ'' کے عنوان سے ایک اہم تحریر عالی جناب آصف قادری نے سپرد قلم کی ہے آپ نے ہی جلیل القدر شخصیت حضرت علامہ مفتی

محمد عبدالقیوم ہزاروی قدس سرہ کا ایک معلومات افزا مکتوب بنام مصنف شاملِ اشاعت کیا ہے۔

یہ مکتوب دراصل حضرت علامہ عبدالرزاق بھترالوی علیہ الرحمہ کے ایک عربی حاشیے بنام "ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح" سے متعلق ہے ہم ذیل میں اس کا آخری اقتباس نقل کرتے ہیں۔

ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح" کتابت، طباعت اور کاغذ کے اعتبار سے اعلیٰ اور خوبصورت ہے، حاشیہ کا اندازِ بیان مختصر جامع اور آسان ہے۔ حواشی کے ماخذ بیان کرنے سے قاری کو مزید رہنمائی اور اعتماد سے بہرہ ور کیا گیا ہے۔ کتاب کے شروع میں تمام اساتذہ اور مراکز تعلیم کا تعارف دے کر حسن جدت کے علاوہ آپ نے اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ "مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ12 (جو لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرے گا۔)" ہی اعلیٰ قدروں کا معیار ہے۔:

مجھے امید ہے کہ آپ کی یہ خدمات دوسرے علمائے کرام کے لیے تحریک اور مدرسین اور طلبا کے لیے نعمت ثابت ہوں گی۔ آئمہ کرام کے مختصر اور ضروری تعارف کے بعد طبقات فقہائے احناف سے طلبائے کرام بلکہ اساتذۂ کرام بھی مستفید ہوں گے۔

وفات

مولانا عبدالرزاق بھترالوی صاحب 10 جون 2020ء کو اسلام آباد میں رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے نماز جنازہ کی امامت سید عنایت الحق شاہ سلطانپوری نے کی۔13 ان کی تدفین ان کے آبائی قبرستان بھترال ضلع راولپنڈی میں کی گئی۔

حوالہ جات

---

1 قاضی خاندان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علامہ عبدالرزاق بھترالوی کا کہنا ہے کہ ہمارے خاندان کی اکثریت درس وتدریس سے وابستہ تھی اس زمانے میں اساتذہ کے ساتھ قاضی کا لفظ لگایا جاتا تھا اسی مناسبت سے ہم اپنے نام کے ساتھ لفظ قاضی لکھتے ہیں۔

2 . مفتی محمد حسین نعیمی (1342ھ/1923ء–1998ء) ایک ممتاز عالم دین، مدرس، خطیب، اور مفتی تھے جنہوں نے جامعہ نعیمیہ لاہور کی بنیاد رکھی۔ وہ بریلوی مکتب فکر سے وابستہ تھے اور تحریک ختم نبوت سمیت دیگر دینی تحریکات میں سرگرم رہے۔ ان کی تفصیلی معلومات درج ذیل ہیں:

پیدائش اور ابتدائی تعلیم:

مفتی محمد حسین نعیمی 1923ء (1342ھ) میں سنبھل، ضلع مراد آباد، اتر پردیش، بھارت میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ملا تفضل حسین ایک تاجر تھے لیکن دینی علوم سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔

1933ء میں انہوں نے جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں داخلہ لیا، جہاں انہوں نے دو سال میں فارسی کتب اور سات سال میں درس نظامی مکمل کیا۔ ان کے اساتذہ میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی شامل تھے، جو بریلوی مکتب فکر کے اہم عالم تھے۔

تدریسی اور دینی خدمات:

1942ء سے 1948ء تک دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں تدریس کی۔

1948ء سے 1953ء تک دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں تدریس کی۔

1953ء میں انہوں نے لاہور کے چوک دالگراں میں اپنی مسجد میں جامعہ نعیمیہ لاہور کی بنیاد رکھی، جو 1959ء میں گڑھی شاہو منتقل ہوئی۔ یہ ادارہ بریلوی مکتب فکر کا ایک اہم مرکز ہے، جہاں دینی علوم کے ساتھ تقویٰ اور اخلاقی تربیت پر زور دیا جاتا ہے۔

وہ ایک موثر خطیب اور ماہر مفتی تھے، جنہوں نے فتویٰ نویسی اور تدریس میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

سیاسی اور سماجی کردار:

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں انہوں نے علامہ سیّد محمود احمد رضوی کے ساتھ مل کر حزب الاحناف لاہور میں ایک مرکز قائم کیا اور پمفلٹس کے ذریعے تحریک کی اہمیت کو فروغ دیا۔ اس دوران انہیں گرفتار کیا گیا لیکن بعد میں رہا کر دیا گیا۔

صدر ایوب خان کے دور میں جب علماء کو عید کی نماز حکومتی مرضی کے مطابق پڑھانے کا حکم دیا گیا، مفتی صاحب نے سخت احتجاج کیا اور مچھ جیل (بلوچستان) میں قید رہے۔

مشہور تلامذہ:

مولانا غلام رسول سعیدی (جامعہ نعیمیہ کراچی)

مولانا محمد سعید نقشبندی (خطیب دربار داتا گنج بخش، لاہور)

حافظ حبیب اللہ (خطیب سرائے عالمگیر)

خاندان:

ان کے بیٹے مفتی ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی (1948–2009ء) جامعہ نعیمیہ لاہور کے پرنسپل تھے۔ وہ دہشت گردی کے خلاف فتویٰ جاری کرنے کی وجہ سے 2009ء میں ایک خودکش حملے میں شہید ہوئے۔ **دیکھیے تذکرہ علمائے اہلسنت پیرزادہ اقبال احمد نوری** مکتبہ نبویہ لاہور ب اشاعت اول 1975

ان کے پوتے ڈاکٹر راغب حسین نعیمی فی الحال جامعہ نعیمیہ لاہور کے پرنسپل ہیں۔

وفات:

مفتی محمد حسین نعیمی 1998ء میں وفات پا گئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے مفتی سرفراز نعیمی نے جامعہ نعیمیہ کی سرپرستی کی۔

[3] - علامہ محمد اشرف سیالوی (1940–2016ء) کے حالات:

پیدائش: 1359ھ/1940ء، گاؤں غوثے والا، ضلع جھنگ، پنجاب، پاکستان۔ والد کا نام فتح محمد تھا۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم قصبہ بڑانہ میں مڈل تک حاصل کی۔ اس کے بعد دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ درس نظامی کے دوران جامعہ محمدی (جھنگ) اور دار العلوم مظہریہ امدادیہ بندیال (خوشاب) میں تعلیم حاصل کی۔ ان کے اساتذہ میں علامہ عطا محمد بندیالوی (ملقب بملک المدرسین) شامل تھے۔

روحانی تربیت: خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کے دست مبارک پر سلسلہ چشتیہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔

تدریسی خدمات: 1962ء سے وفات (2016ء) تک 50 سال تک مختلف دینی مدارس میں تدریس کی، جن میں شامل ہیں:

دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف،، جامعہ نعیمیہ لاہور،، جامعہ نظامیہ لاہور،، جامعہ رکن الاسلام حیدر آباد

،، جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام سرگودھا،، دار العلوم شمسیہ رضویہ سلانوالی

تلامذہ: ان کے چشمہ علم سے ہزاروں طلبہ نے فیض پایا، جن میں نمایاں نام شامل ہیں:

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری،، قاضی عبدالرزاق بھترالوی،، مفتی محمد خان قادری،، قاری محمد یوسف سیالوی،، ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر نقشبندی،، علامہ سعید احمد

اسد، مفتی محمد رفیق حسنی، ڈاکٹر خالق داد ملک (صدر شعبہ عربی، پنجاب یونیورسٹی)، ڈاکٹر محمد شریف سیالوی، پروفیسر دوست محمد شاکر، ڈاکٹر خورشید حسین خاور (گورڈن کالج راولپنڈی)

تصانیف: ان کی مشہور کتاب "فیصلہ مغفرت ذنب" ہے، جو گناہوں کی مغفرت سے متعلق شرعی مسائل پر بحث کرتی ہے۔

وفات: 2016ء میں وفات پائی۔

4 - عبد الحکیم شرف قادری 12 اگست 1944 کو مرزاپور ضلع ہوشیارپور میں پیدا ہوئے تقسیم ہند کے بعد لاھور آئے والد گرامی اللہ دتہ علماء کی مجلس میں بھیٹا کرتے تھے بیٹے کی تعلیم کے لئے جامعہ رضویہ لائلپور فیصل آباد داخل ہوئے۔ اور ابتدائی دینی تعلیم مولانا منصور شاہ اور مفتی محمد امین حاجی محمد حنیف سے حاصل کی۔ 1957 مں جامعہ نظامیہ لاھور میں داخل ہوئے۔ مفتی عبد القیوم غلام رسول رضوی سے حاصل کی۔ 1961 میں بندیال میں داخل ہوئے حسامی قاضی حمد اللہ اور صحاح کی کتب پڑھی۔ 1964 میں سند فضیلت حاصل کی 1965: 66: 67 میں جامعہ نظامیہ میں تدریس کی۔ 67: سے 71 جامعمر حمانیہ ہری پور میں تدریس کی 71: سے 72 تک اشاعت الاسلام میں پڑھایا اور پھر دوبارہ جامعہ نظامیہ لاھور چلے گے۔ مکتبہ قادریہ قائم کیا۔

5 بحر العلوم حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رضوی بن میر سید حسن بن میر سید جعفر علی میر سید خیرات علی بن میر سید منصور علی۔ (علیہم الرحمہ

ہندوستان کے علاقے بوانا (صوبہ بہار) میں 14/رمضان المبارک 1337ھ 13/جون 1919ء بروز جمعۃ المبارک صبح صادق کے وقت ولادت ہوئ

تحصیلِ علم:

آپ نے درسِ نظامی کی کتبِ متداولہ مدرسہ فیض الغرباء آرہ صوبہ بہار، شمس العلوم بدایوں اور جامعہ رضویہ منظرِ اسلام بریلی شریف میں حضرت مولانا محمد اسماعیل آروی، حضرت مولانا محمد ابراہیم آروی، حضرت مولانا محمد ابراہیم آروی، حضرت مفتی محمد ابراہیم سمستی پوری، حضرت مولانا مفتی ابرار حسین، حضرت مولانا احسان علی مظفرپوری اور شیخ المحدثین علامہ مولانا مفتی نور الحسین مجددی رامپوری شارح قاضی مبارک سے پڑھنے کے بعد شعبان 1359ھ ستمبر 1940ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے سندِ فراغت حاصل کی۔

بیعت وخلافت:

جمادی الاخریٰ 1367ھ اپریل 1948ء میں حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفی رضا نوری بریلوی کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا اور 1372ھ 1953ء میں حضور مفتی اعظم نے جمیع سلاسل طریقت اور تمام اوراد و وظائف کی اجازت دے کر خلافت سے مشرف فرمایا۔

سیرت وخصائص:

بحر العلوم مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ ایک بلند پایہ محقق، بے مثال مفتی اور علم وعرفان کا منبع تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ کی علمی شخصیت جو بیک وقت علمی طبقہ میں محدث ومفسر، فقیہ العصر، متکلم ومحقق، مصنف ومدقق اور عملی طبقہ میں صاحبِ تدبر اور صائب الرائے تسلیم کیے جاتے تھے۔ آپ کی ذات شریعت و طریقت کا حسین میل جول تھی۔ آپ وہ پر وقار شخصیت تھے کہ ہر دیکھنے والا اپنے سینے میں ٹھنڈک پاتا تھا، اور ایک مرتبہ ملاقات کرنیوالا بار بار ملنے کی تمنہ رکھتا، اور ایسا کیونکر نہ ہوتا کہ یہ تمام فیض شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے شرفِ تلمذ اور خلافت کی شکل میں حاصل ہوا تھا۔

علمی قابلیت:

آپ کی علمی صلاحیت ووقار کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ آپ فراغت کے فوراً بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں منصب افتاء پر فائز ہوئے۔ بعد ازاں تدریسی فرائض بھی انجام دینے شروع کر دیئے۔ جامعہ میں آپ نے شیخ الحدیث، صدر مدرس اور مفتی کی حیثیت سے کام کیا۔ اس کے ساتھ عملی زندگی میں

بھی بھرپور حصہ لیا۔آل انڈیا سنی کانفرنس، تحریکِ پاکستان اور بالخصوص آپ کی تحریری خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا۔

اساتذہ وشیوخ:

حضرت مفتی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری رحمۃ اللہ علی

حضرت مولانا احسان علی مظفر پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مفتی ابرار حسین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ۔۔

تلامذہ وشاگرد: حضرت ریحان رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تاج الشریعہ حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا خان ازہری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی ابوالخیر محمد حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ (مدفن جامعہ غوثیہ رضویہ باغ حیات علی شاہ سکھر)

حضرت پروفیسر جلال الدین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ۔۔

تصانیف وتالیفات:

1 زبدۃ التوقیت علم توقیت 2۔ توضیح الافلاک علم ہیئت 3۔ معیار التقویم علم توقیت 4۔ نعیار الاوقات علم توقیت 5۔ مساحۃ الدائرۃ و وغیرہ وغیرہ۔۔

وصال: 20 رجب المرجب 1402ھ، بمطابق 1982ء کو آپ کا وصال ہوا

آپ کی مزار مبارک سکھر کے مشہور قبرستان میں ہے **دیکھئے: ضیاء طیبہ (ویب سائٹ)**

myislamicinfo(ویب سائٹ)

Afkararaza.com(ویب سائٹ)

MuftiMuhammadakhtarrazakhan.com(ویب سائٹ)

[6] بھترالوی، **نجوم الفرقان من تفسیر آیات القرآن** جلد 1/صفحہ 13

[7] - بھترالوی، **نجوم الفرقان من تفسیر آیات القرآن** جلد 8/ صفحہ 808۔

[8] حاشیہ نور الایضاح قاضی عبدالرزاق بھترالوی ضیاء العلوم پبلیکیشنز راولپنڈی

[9] - آپ کا نام گرامی غلام محی الدین گیلانی ہے بابوجی کے نام سے مشہور ہیں آپ کی ولادت 1891ء کو ہوئی آپ 1937ء سے 1974 تک گولڑہ شریف کے سجادہ نشین رہے آپکا وصال 22 جون 1974 کو ہوا نماز جنازہ سفیر عراق سید عبدالرزاق نے کی تھی دیکھے تصفیہ مابین سنی وشیعہ مکتبہ مہریہ گولڑہ 2015۔

[10] - بھترالوی، **موت کا منظر** ناشر مکتبہ احمد رضا 1994ء صفحہ 464،

[11] - معروف عالم دین 1946ء میں بھارتی ریاست حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام حضرت سید شاہ حسین قادری جبکہ والدہ کا نام اکبر النساء بیگم تھا، علامہ شاہ تراب الحق نے ابتدائی تعلیم جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن سے حاصل کی۔

تقسیم برصغیر کے وقت حیدر آباد دکن میں ہونے والے فسادات کے سبب آپ کے اہل خانہ نے پاکستان ہجرت کی اور اُس وقت کے دار الحکومت کراچی کے علاقے پی آئی بی کالونی میں رہائش اختیار کی، شاہ تراب الحق نے منقطع ہونے والے تعلیم کے سلسلے کو ایک بار پھر فیض عام ہائی اسکول سے شروع کیا۔ میٹرک تک تعلیم کے بعد آپ نے دار العلوم امجدیہ سے دینی تعلیم حاصل کی۔

دینی تعلیم حاصل کرنے کے دوران آپ نے 1966ء سے تقاریر کا سلسلہ شروع کیا، عالم کی سند حاصل کرنے کے بعد انتظامیہ نے آپ کو دارالعلوم کے مبلغ کے طور پر تعینات کیا، بعد ازاں آپ نے انتھک محنت سے ایک مقام حاصل کیا اور ایک وقت ایسا آگیا کہ آپ کی پہچان دارالعلوم امجدیہ کے خطیب کے طور پر ہونے لگا۔ مناسب روزگار ملنے کے بعد آپ کے اہل خانہ نے 1966ء میں آپ کا نکاح قاری محمد مصلح الدین صدیقی کی دختر سے کر دیا، جس سے اللہ نے آپ کو تین فرزند سید شاہ سراج الحق، سید شاہ عبدالحق اور سید شاہ فرید الحق اور چھ بیٹیاں عطاء کیں، آپ نے 1968ء میں بریلی شریف حاضر ہو کر امام اہل سنت احمد رضا خان بریلوی کے چھوٹے صاحب زادے مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفی رضا خان صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ شاہ تراب الحق نے مذہبی جدوجہد کے ساتھ ساتھ سیاست کا آغاز کیا اور 1985ء میں آپ قومی اسمبلی کے حلقے این اے 190 سے منتخب ہو کر رکن قومی اسمبلی بنے، بعد ازاں آپ نے قومی اسمبلی میں نظام مصطفی گروپ بنا کر اس میں بھرپور کردار ادا کیا۔ جماعت اہل سنت سے وابستگی کے بعد آپ متعدد عہدوں پر فائز رہے۔

شاہ تراب الحق نے تفسیر، حدیث شریف، فقہ حنفی، عقائد، تصوف اور فضائل وغیرہ کے موضوعات پر کتب لکھ کر علمی میدان میں خدمات سرانجام دیں، آپ کی مشہور تصانیف میں سے تصوف و طریقت، خواتین اور دینی مسائل، فلاح دارین، رسول خدا کی نماز، امام اعظم ابو حنیفہ، ضیاء الحدیث، جمالِ مصطفی وغیرہ شامل ہیں۔ **دیکھیے ایکسپریس نیوز 6 اکتوبر 2016ء**

[12] ترمذي (المتوفى 279ھ)۔سنن الترمذي، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی الشکر لمن احسن الیک، رقم الحدیث: 1954۔

[13] ↑ https://news.dawateislami.net/abdurrazzaq-bhatralvi-shaq-intiql-krgay